بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

The Weekly Badr Qadian

ہفت روزہ بدر قادیان

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

جلد ۱۴ — شمارہ ۶

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب: فیض احمد گجراتی

شرح چندہ
سالانہ ...۔ ۷
ششماہی ...۔ ۴
ممالک غیر ...۔ ۸

۱۱ تبلیغ ۱۳۴۴ ہش | ۸ شوال ۱۳۸۴ھ | ۱۱ فروری ۱۹۶۵ء

اخبار احمدیہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں اخبار الفضل مورخہ ۷ فروری میں شائع شدہ ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ:۔
"گذشتہ تین دنوں میں دن بھر تو حضور کی طبیعت بفضلہ تعالےٰ اچھی رہی لیکن شام کے وقت بیچینی کی تکلیف ہوجاتی رہی۔ کل شام بیچینی کچھ زیادہ تھی۔ اس وقت طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے"
احباب کرام توجہ اور التزام کے ساتھ اپنے پیارے آقا کی صحت و سلامتی اور درازئ عمر کے لئے دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں۔

قادیان ۹ فروری۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ مع اہل وعیال خدا تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ

قادیان۔ محترم حاجی عبد الکریم صاحب آف کراچی جو پاسپورٹ پر اپنی اہلیہ سمیت مقامات مقدسہ کی زیارت اور رمضان المبارک گذارنے کے لئے آئے ہوئے تھے مورخہ ۱۲ فروری کو واپس کراچی تشریف لے جارہے ہیں۔ آپ کی اہلیہ محترمہ بیمار ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں خیریت سے پہنچائے۔ اور اپنے فضل سے جلد شفا بخشے۔

عید الفطر کے موقعہ پر جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے دعوت کا انتظام

اور اس میں

شری پربودھ چندر صاحب وزیر تعلیم پنجاب کی شمولیت

از مکرم ناظر صاحب امور عامہ صدر انجمن احمدیہ قادیان

۴ فروری ۱۹۶۵ء۔ آج عید الفطر کی خوشی میں نظارت امور عامہ قادیان کے زیر اہتمام جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے بعد دوپہر پر تکلف دعوت چائے کا انتظام کیا گیا جس میں شہر کے قریباً یکصد سے زاید غیر مسلم احباب نے شرکت کی۔ ہماری حوصلہ افزائی فرمائی اور ہماری خوشی میں اضافہ کا موجب ہوئے۔ جماعت احمدیہ کی درخواست پر شری پربودھ چندر صاحب وزیر تعلیم گورنمنٹ پنجاب خاص طور پر اس دعوت میں شامل ہونے کے لئے تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ علاقہ کے دیگر متعدد سرکاری و غیر سرکاری احباب نے بھی دعوت میں شمولیت کی۔ اور ہمیں شکریہ کا موقعہ دیا۔

جناب وزیر صاحب موصوف کی محلہ احمدیہ میں تشریف آوری پر پہلے احباب نے چائے نوشی کی اس کے بعد بعض احباب نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ سب سے پہلے مکرم چودھری مبارک علی صاحب نے اپنی مختصر تقریر میں فرمایا۔ کہ سارے مشرقی پنجاب میں صرف قادیان ہی ایک ایسی بستی ہے۔ جس میں ہندو مسلم سکھ اور عیسائی سب مذاہب کے لوگ آباد ہیں۔ اور ہمارے بھارت دیش کی سیکولر پالیسی کی یہ شاندار مثال ہے۔ ہم سب بڑی محبت اور پیار سے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم احمدی مسلمانوں نے کبھی بھی اپنے آپ کو اقلیت میں محسوس نہیں کیا۔ آج کی تقریب میں ہم شری پربودھ چندر صاحب وزیر تعلیم پنجاب کو اپنے درمیان دیکھ کر بہت خوش ہیں جنہوں نے ہماری درخواست پر تکلیف اٹھا کر اور دور دراز کا سفر کر کے دعوت چائے میں شمولیت فرمائی ہے آخر میں چودھری صاحب نے اس تقریب میں شامل ہونے والے جملہ غیر مسلم معززین اور منسٹر صاحب کا جماعت احمدیہ کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔

چودھری صاحب کی تقریر کے بعد مکرم گیانی لاجپت سنگھ صاحب محترم پریذیڈنٹ منڈل کانگرس قادیان نے اپنی تقریر میں غیر مسلم معززین کی طرف سے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بتایا کہ ہم گذشتہ سترہ اٹھارہ سال سے قادیان میں احمدی احباب کے ساتھ رہ رہے ہیں اور ہم نے انہیں اپنے اخلاق اور رواداری میں بہت اونچا پایا ہے۔ یہ اپنے پیار اور محبت سے گرویدہ کر لیتے ہیں۔ اور یہ اپنے انہی اخلاق فاضلہ کی وجہ سے کوئی الگ نہیں محسوس ہوتے ہیں۔ اور انہیں اقلیت کہتے ہوئے بھی مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ کیونکہ ہم نے اپنے احمدی بھائیوں کو اپنے دل کی طرح حفاظت سے رکھا ہوا ہے۔ اور ہم اپنے دل کی طرح ان کی عزت و قدر کرتے ہیں۔ محترم صاحب نے جماعت احمدیہ کے بلند اخلاق کے بارہ میں ایک عمدہ واقعہ بتایا کہ وہ ایک عرصہ تک سکھوں کے مشہور لیڈر باوا کھڑک سنگھ صاحب کی صحبت سے مستفیض ہوتے رہے۔ باوا صاحب اپنے زمانہ میں سکھوں کے "بے تاج بادشاہ" کہلاتے تھے۔ میری موجودگی میں جب کبھی کوئی معزز اور اعلےٰ اخلاق والا آدمی باوا صاحب سے ملنے آتا تو اس کے چلے جانے کے بعد باوا صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اس شخص میں احمدیوں والے اخلاق پائے جاتے ہیں۔ اس وقت تک مجھے احمدی احباب سے ملنے اور ان کے اخلاق فاضلہ کو دیکھنے کا موقعہ نہ ملا تھا۔ میں حیران ہو کر باوا جی سے دریافت کرتا کہ کیا احمدی جماعت کے افراد واقعی اتنے بلند اخلاق ہوتے ہیں؟ باوا جی اس کی تصدیق فرماتے۔

باوا جی کے اس فرمان کی قادیان کے احمدی حضرات زندہ مثال ہیں اور واقعی ہم نے انہیں بہت قریب سے دیکھا اور بلند اخلاق پایا ہے۔
آخر میں آپ نے جماعت احمدیہ کا دوبارہ شکریہ ادا کیا۔ اور عید کی مبارکباد دینے کے بعد اپنی تقریر کو ختم کیا۔

اس کے بعد جناب سردار سنت نام سنگھ صاحب باجوہ ایم ایل اے قادیان نے اپنی مختصر تقریر میں جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے عید کی یہ مبارک تقریب مل جل کر منانے پر پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ اور آپ نے بھی جماعت احمدیہ کے بلند اخلاق، اور رواداری کو سراہا۔ اور فرمایا کہ تقسیم ملک کے خطرناک ایام میں احباب نے مجموعی طور پر مغربی پاکستان سے ہندوستان کی طرف آنے والے غیر مسلموں کی امداد کی اور ایسی مثالیں موجود ہیں کہ احمدی احباب نے اپنے ہندو سکھ دوستوں کی حفاظت کرتے وقت بڑے سے بڑا خطرہ مول لیا۔ بلکہ اپنی جان تک قربان کر دی۔ ہم خود سرگودھا مغربی پاکستان سے آئے ہیں۔ احمدی احباب نے ہمارے ساتھ وہ حسن سلوک کیا ہے کہ اس احسان کو ہماری نسلیں یاد رکھیں گی۔ آپ نے کہا کہ قادیان میں مقیم احمدی احباب نے ہمیشہ کانگریس کا ساتھ دیا ہے اور یہ کانگریس کے پورے وفادار سپاہی ہیں۔ یہ خود بھی کانگریس کے سچے سیوک ہیں۔ جناب منسٹر صاحب اپنے ان بھائیوں کی تکالیف و ضروریات کا ہمیشہ خیال رکھیں گے۔

اس موقعہ پر آپ نے شری پربودھ چندر صاحب وزیر تعلیم پنجاب کے ساتھ اپنے اختلافات کے ختم ہونے اور خوشگوار تعلقات

(باقی صفحہ ۲ پر)

دوران سال میں جلسے اور تبلیغی ہفتے منانے کا پروگرام

گذشتہ سالوں کی طرح دوران سال ۱۹۶۵ء میں جلسوں اور ہفتہ ہائے تبلیغ منانے کے لئے مرکز کی طرف سے مندرجہ ذیل پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔ جملہ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اس پروگرام کے مطابق اپنی اپنی جماعتوں میں جلسے منعقد کریں۔ اور تبلیغی ہفتے منائیں۔ اور کارگذاری کی رپورٹیں نظارت ہذا میں بھجوائیں

۱۔ جلسہ یوم مصلح موعود ۲۰ فروری
۲۔ جلسہ یوم مسیح موعود ۲۳ مارچ
۳۔ جلسہ پیشوایان مذاہب ۴ اپریل
۴۔ جلسہ سیرت النبی صلعم ۱۲ جولائی
۵۔ ہفتہ ہائے تبلیغ سال میں دو بار۔ مئی کے پہلے ہفتہ میں اور اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

مالک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر سے چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان

— قادیان دارالامان میں —

درس القرآن کے اختتام پر اجتماعی دُعا اور نمازِ عید الفطر کی ادائیگی

جماعت کی سابق روایات کے مطابق اس سال بھی ماہِ رمضان المبارک میں قرآن کریم کے درس کا اہتمام رہا۔ چنانچہ سلسلہ کے علماء نے مسجد اقصےٰ میں نماز ظہر و عصر کے درمیانی وقت میں باری باری پوری محنت اور توجہ کے ساتھ اپنے اپنے مقررہ حصہ کا درس دیا۔ اور درویشان کی ایک معقول تعداد روزانہ اس سے استفادہ کرتی رہی۔ چونکہ اس دفعہ آخری پانچ پاروں کا درس مکرم چودھری مبارک علی صاحب دے رہے تھے اس لئے آخری دن کی اجتماعی دعا کے پیشِ نظر موصوف نے ۲۸ رمضان المبارک کو ہی پونے تیس پارے مکمل کرلئے تھے اور تیسویں پارے کا آخری ربع آخری دن کے لئے رکھ لیا۔ ادھر نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے تمام مقامی احباب میں اعلان کروایا گیا کہ اس روز کے لئے درس القرآن بعد نماز عصر ہوگا۔ چنانچہ پہلے چودھری صاحب موصوف نے باقی ماندہ پاؤ پارے کا درس دیا اور آخری تین سورتیں یعنی سورۃ الاخلاص سورۃ الفلق اور سورۃ الناس محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے لئے چھوڑ دیں۔ محترم موصوف نے ایک پر لطف تمہید کے بعد جو کئی عمدہ نکات پر مشتمل تھی درس کا آغاز فرمایا۔ بعدہٗ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو لطیف درس ان ہر سہ سورتوں کا ۱۹۳۰ء کے رمضان المبارک کے اختتام پر دیا تھا۔ اور اخبار الفضل میں حال ہی میں شائع ہوا تھا، دلنشیں پیرایہ میں پڑھ کر سنایا۔ اور لاؤڈ سپیکر پر مخصوص انداز میں پیش کردہ اس حصہ کو سامعین نے سن کر خاص روحانی سرور حاصل کیا۔ اس موقعہ پر بیرونجات سے آئے ہوئے دعائیہ خطوط اور تاریں بھی سنائی گئیں۔

محترم مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل نے اپنے اختتامی خطاب میں اسلام و احمدیت کی ترقی اور روحانی غلبہ، مبلغین کرام کی تائید و نصرت، سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کاملہ و عاجلہ اور درازیٔ عمر کے لئے خاص طور پر دعا کرنے کی تحریک فرمائی۔ اسی طرح خاندان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ افراد کے حق میں، بیماروں کی شفایابی، تمام حاجتمندوں کی حاجت براری اور سب کی پریشانیوں اور تکالیف کے دور ہونے کے لئے احباب میں دعا کی تحریک کی۔ بالآخر ایک پر سوز لمبی دعا کی۔ مسجد اقصےٰ میں جمع شدہ جملہ احباب جماعت کے ساتھ مسجد مبارک کے معتکفین بھی اس اجتماعی دعا میں شریک ہوئے۔ اور غروبِ آفتاب سے کچھ دیر پہلے دعا کے اختتام پر تمام دوست پرنم آنکھوں اور دعاؤں کے متعلق بارگاہِ الٰہی سے پر امید دلوں کے ساتھ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ آئے جبکہ ہر شخص زبانِ حال و زبانِ قال سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں اپنے مولا کے حضور اس بات کی التجا کر رہا تھا ؎

میری دعائیں ساری کریو قبول باری
میں جاؤں تیرے واری کر تو مدد ہماری

نمازِ عید الفطر

قادیان اور اس کے مضافات میں اس دفعہ پورے تیس روزے ہوئے تھے۔ یعنی رمضان کے تیس دن گذر جانے کے بعد ماہِ شوال کا چاند دکھائی دیا۔ چنانچہ مورخہ ۵ فروری بروز جمعرات عید الفطر کی تقریب منائی گئی۔ نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے اس بات کا پختہ پروگرام بنایا گیا تھا کہ اس دفعہ بڑے باغ میں نماز عید الفطر ادا کی جائے جہاں مردوں کے علاوہ تمام مستورات اور بچے بھی بسہولت شمولیت اختیار کرسکیں لیکن روزِ عید سے ٹھیک دو روز پہلے نہ صرف یہ کہ مطلع ابر آلود رہا بلکہ کسی قدر بارش بھی ہوگئی۔ اس لئے طے شدہ پروگرام کو منسوخ کرکے مسجد اقصیٰ میں ۹½ بجے صبح نمازِ عید ادا کرنے کا اعلان کیا گیا چنانچہ اگلے روز مقررہ وقت پر محترم مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے چھوٹے بچوں اور ناواقف دوستوں کے علم کی خاطر نمازِ عید کی ادائیگی کے مسنون طریق کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ نماز عید کی پہلی رکعت میں سات تکبیریں ہوا کرتی ہیں۔ پہلے تو تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھے جاتے ہیں اس کے بعد جو تکبیریں کہی جاتی ہیں تو ہر بار ہاتھ کانوں تک لے جاکر سیدھے نیچے چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ جب تکبیرات کی تعداد پوری ہو جائے تو حسبِ قاعدہ ہاتھ باندھ کر سورہ فاتحہ وغیرہ پڑھ کر پوری کی جاتی ہے۔ اسی طرح دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کی جاتی ہیں۔

خدا کے فضل سے مسجد میں احباب جماعت عورتوں اور بچوں کی اچھی خاصی رونق تھی۔ چنانچہ محترم مولانا صاحب نے مسنون طریق پر نمازِ عید پڑھائی بعدہٗ خطبہ دیا اور فرمایا:-

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے رمضان شریف کے بابرکت مہینے میں روزے رکھنے اور اپنی اپنی توفیق اور ظرف کے مطابق عبادات بجا لانے اور اس کے حضور دعائیں کرنے کی توفیق دی اور نیکی کی ایسی توفیق ملنے پر اب ہم سب سنتِ نبوی کے مطابق شکرانہ کے دو نفل ادا کرنے کے لئے اس وقت یہاں جمع ہوئے ہیں عید کی پُرمسرت اسلامی تقریب کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ دنیا میں جتنے مذاہب ہیں۔ سب میں کسی نہ کسی طریق پر خوشی اور مسرت کے اظہار کے تہوار مقرر ہیں۔ ہندوؤں میں دیوالی ہے دسہرہ ہے اور سکھوں میں بیساکھی ہے۔ اور عیسائیوں میں ماہ دسمبر کے آخر میں بڑا دن منایا جاتا ہے۔ اس کے باوجود اسلامی عید اور دوسری اقوام کے تہواروں میں ایک خاص قسم کا فرق یہ ہے کہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے ہر ایسے موقعہ پر ہر قسم کی لغویات سے پرہیز کرکے رجوع الی اللہ کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اپنی عبودیت کے اقرار کے ساتھ خدا تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل کی درخواست کی جاتی ہے اور نیکی کی توفیق ملنے پر اس کے حضور سجداتِ شکر ادا کئے جاتے ہیں

رمضان شریف میں روزے کا

کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کو جس ذات کے ساتھ محبت ہوتی ہے اس کے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ اس جیسا لباس زیب تن کرتا ہے دوسرے افعال میں اس کی نقل کرتا ہے تاکہ اس کا منظورِ نظر بن جائے بالکل ایسے ہی ایک بندہ اس ماہ مبارک میں خدا کے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ جس طرح خدا تعالیٰ کو کھانے پینے اور دوسری خواہشات نفسانیہ کے پورا کرنے کی ضرورت نہیں۔ بشر ہوتے ہوئے کوشش کرتا ہے کہ وہ بھی ایک محدود وقت تک اسی طرح کی پرہیز کرے۔

خطبہ جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ خدا کہتا ہے کہ روزہ تو اصل میں میرا ہے کہ نہ مجھے کھانے کی ضرورت ہے اور نہ پینے کی اور نہ جنسی تعلقات کی۔ کیونکہ اس کی ذات تو سبّوح ہے وہ ہر قسم کے نقائص سے پاک ہے۔ اگر ایک بندہ بھی اپنے اوپر تکلیف وارد کرکے اس طرح کی پابندی کو قبول کرلیتا ہے اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے بتائے ہوئے طریق پر روزے کا التزام کرتا ہے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے تو ایسے بندے کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ کہ میں اسے اپنی گود میں لے لیتا ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ رمضان شریف میں روزے رکھ کر ایک انسان نے ثابت کردیا کہ جب خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں بعض جائز چیزوں کو بھی چھوڑا جاسکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کے حکم سے انسان حرام اور ممنوع چیزوں سے اجتناب نہ کرسکے۔ صرف عزم اور ہمت کی ضرورت ہے اور اس کے بعد استقلال کے ساتھ پرہیزگاری کے رستہ پر قائم رہنے کی۔ یہی تقوےٰ کی منزل ہے جس کی طرف روزے میں رہنمائی کی جاتی ہے۔ اور یہی وہ شاندار سرٹیفکیٹ ہے جو رمضان شریف کو عمدگی کے ساتھ گذار لینے کے نتیجہ میں ایک بندے کو اپنے خدا کے دربار سے ملتا ہے۔ کہ لعلکم تتقون۔ پھر کسی متقی کا اعلیٰ مقام تتنزل علیہم الملئکۃ کا ہوتا ہے کہ اس پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ وہ خدا کا مقرب بندہ بن جاتا ہے اس پر رویا و کشوف اور الہام و کلام کا دروازہ کھل جاتا ہے۔!! چنانچہ اس مبارک مہینہ کے آخری عشرہ میں جو لیلۃ القدر کی بشارت دی گئی ہے وہ عظیم قدر و منزلت کی رات بھی ہوتی ہے جب ایک بندہ کو خدا کی یہ نعمت حاصل ہوتی ہے۔ تب شوال کا چاند اس کے لئے فی الواقع ایک ایسی خوشی اور مسرت کا پیغام لاتا ہے جو اپنے اندر کامل سکون اور کامل اطمینان رکھتا ہے۔ اس لئے کہ اسے اس کا مقصود و مطلوب مل گیا۔

آپ نے فرمایا جس طرح خدا نے ہمیں عید کا یہ دن دکھایا خدا اسلام و احمدیت کے روحانی غلبہ کا دن بھی دکھائے۔ آمین۔

خطبہ کے آخر میں سب حاضرین سمیت آپ نے ایک لمبی پرسوز دعا کرائی۔

بعدہٗ سب احباب نے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور محترم امیر صاحب مقامی سے مصافحہ اور معانقہ کا شرف حاصل کیا اور ایک دوسرے کو عید مبارک کہتے ہوئے بغلگیر ہوئے اور خوشی خوشی اپنے گھروں کو لوٹے۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک

عید الفطر پر دعوت کا انتظام

بقیہ صفحہ اول

بن جانے پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے پرلود صاحب کی عنایت دلی کی تعریف کی اور اپنی طرف سے پورے تعاون کا یقین دلایا۔

آخر میں شری پرلود ھ چند صاحب وزیر تعلیم پنجاب نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ عید کی اس مبارک تقریب میں جماعت احمدیہ کی خواہش پر مجھے شامل ہو کر بہت خوشی ہو رہی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قادیان ہی سارے پنجاب میں ایک ایسا شہر ہے جہاں سیکولرازم کا صحیح نمونہ پایا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ احمدی احباب کی ہمیشہ میرے دل میں قدر و منزلت رہی ہے۔ اور باوجودیکہ اس سے پہلے ان کا میرے مخالف برسراقتدار کانگریسی گروپ کے ساتھ تعلق رہا ہے جماعت کے دوستوں نے جب کبھی مجھے خدمت کا موقعہ دیا میں نے حتی المقدور ان کی خدمت کی۔ اور خندہ پیشانی سے ان کو Welcome کیا۔ آپ نے جماعت احمدیہ کی طرف سے مل جل کر ایسی تقریب منانے اور خود انہیں اس میں شمولیت کا موقعہ دینے پر جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ اس موقعہ پر آپ نے سردار ست نام سنگھ صاحب باجوہ ایم ایل اے کی تقریر کے جواب میں فرمایا کہ میں سردار صاحب کے خیالات اور جذبات کا شکریہ ادا کرتا ہوں یہاں کچھ کہنے کا موقعہ نہیں ہے میں اپنے عمل سے ثابت کردوں گا کہ میرا ان کے ساتھ کتنا پیار اور ....

ہماری جماعت کا فرض ہے کہ پردہ کے متعلق خدا اور اس کے رسولؐ کے حکم کی پوری پابندی کرے

اطاعت اور فرمانبرداری کے اُس عظیم الشان نمونہ کی پیروی کرو جو صحابہؓ نے ظاہر کیا

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۶/۸

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت فرمائی
ان الدین عند اللہ الاسلام
(آل عمران ع ۲)

اس کے بعد فرمایا :-
اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے حضور وہی ایمان مقبول ہوتا ہے جس میں

کامل فرمانبرداری اور اطاعت

اختیار کی جائے اور اللہ تعالیٰ کے کسی حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔ صرف منہ سے اپنے آپ کو مسلمان کہنا یا ظاہر میں آکر بیعت کر لینا یا کلمۂ شہادت پڑھ لینا خدا تعالیٰ کے حضور کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اس کا نام دین رکھنا دین سے تمسخر اور استہزا کرنا اور اپنی منافقت اور بے ایمانی کا ثبوت دینا ہے۔ وہی آدمی خدا تعالیٰ کی نگاہ میں سچا مومن سمجھا جا سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کے احکام کی اطاعت بھی کرتا ہے اور اس کی غلامی کا جوا اپنی گردن پر پوری طرح رکھتا ہے اگر وہ

خدا تعالیٰ کے احکام کی اطاعت

نہیں کرتا تو چاہے وہ دس ہزار دفعہ کلمہ پڑھے وہ یزید کا یزید اور ابوجہل کا ابوجہل رہتا ہے اور چاہے دس ہزار دفعہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا رہے خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کا یہ دعویٰ ایک رائی کے برابر بھی قیمت نہیں رکھتا صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، اور قرآن کریم کی کامل اطاعت اور کامل فرمانبرداری ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو سچا مومن بناتی ہے۔ ورنہ وہ اگر دس کروڑ دفعہ بھی کلمہ پڑھ کر اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے تو وہ کذاب اور جھوٹا ہے۔
ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ اسی

حقیقت کا اظہار

کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ
وَمَن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ
(آل عمران)

یعنی کامل فرمانبرداری اور اطاعت کے سوا اگر کوئی اور طریق اختیار کرے تو وہ کسی صورت میں بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ پس صرف منہ سے مسلمان کہنا یا احمدی کہلا لینا کسی کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتا جب تک کامل فرمانبرداری اور اطاعت کا نمونہ نہ دکھایا جائے

میں دیکھتا ہوں

کہ اکثر احمدی چندہ تو دینے لگ گئے ہیں اور ان کا ایک معتد بہ حصہ نمازیں بھی باقاعدہ پڑھتا ہے لیکن ایک عرصہ سے بعض احمدیوں میں سے پردہ اٹھ گیا ہے اور زیادہ تر یہ نقص مالداروں میں پایا جاتا ہے مجھے تعجب آتا ہے کہ یہ بے غیرت اور بزدل لوگ جنہوں نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں مانی انہوں نے اپنی قوم کی کیا خدمت کرنی ہے۔ قوم کی خدمت کرنے والے تو وہ لوگ تھے جنہوں نے

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت

کا ایسا شاندار نمونہ دکھایا کہ آج بھی تاریخ کے صفحات میں ان کے واقعات پڑھ کر انسان کا دل محبت کے جذبات سے لبریز ہو جاتا ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ عربوں میں پردہ کا کوئی رواج نہیں تھا بلکہ اسلام میں بھی شروع میں پردہ کا حکم نازل نہیں ہوا۔ اس زمانہ میں خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویاں بھی پردہ نہیں کیا کرتی تھیں۔ مگر جب

پردہ کا حکم نازل ہو گیا

تو ایک نوجوان نے اپنے رشتہ کے لئے ایک گھر پسند کیا۔ لڑکی کے باپ نے کہا مجھے تمہارا رشتہ منظور ہے۔ تم بڑے اچھے آدمی ہو۔ خوش شکل ہو اور اپنی روزی بھی کماتے ہو اس لئے مجھے نہیں

رشتہ دینے میں کوئی عذر نہیں

اس نے کہا اگر آپ تیار ہیں تو پھر لڑکی دکھا دیں بغیر دیکھے کے میں کس طرح شادی کر لوں۔ باپ کہنے لگا میں لڑکی دکھانے کے لئے تیار نہیں وہ نوجوان اسی وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا

یا رسول اللہ میں نے فلاں جگہ شادی کرنے کا ارادہ کیا ہے مجھے معلوم نہیں کہ لڑکی کی شکل کیسی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ایک دفعہ اسے دیکھ لوں تا کہ میری تسلی ہو جائے۔ آپؐ نے فرمایا بیشک پردے کا حکم نازل ہو چکا ہے مگر یہ غیر عورت کے لئے ہے جس کے ساتھ رشتہ طے ہو جائے اور ماں باپ بھی منظور کر لیں اگر اسے لڑکا دیکھنا چاہے تو ایک دفعہ دیکھ سکتا ہے۔ تم اس کے باپ کے پاس جاؤ اور میری طرف سے کہہ دو کہ وہ تمہیں لڑکی دکھا دیں۔ اگر

رشتہ کا سوال

نہ ہو تو بے شک پردہ ہوگا لیکن اگر کوئی شخص کسی جگہ رشتہ کرنے پر رضامند ہو جائے اور لڑکی کے ماں باپ بھی راضی ہو جائیں تو تسلی کرنے کے لئے ایک دفعہ دیکھنا جائز ہے۔ وہ گیا اور اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا دیا۔ مگر

معلوم ہوتا ہے

اس لڑکی کے باپ کے اندر ابھی اسلام پوری طرح راسخ نہیں ہوا تھا جب اس نے کہا کہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھ آیا ہوں اور آپؐ نے فرمایا ہے کہ جب تمہارا ایک جگہ رشتہ طے ہو گیا ہے اور اب وہ تمہاری منسوبہ ہے اور منسوبہ کو شادی سے پہلے تسلی کے لئے دیکھنا جائز ہے تو باپ کہنے لگا میں ایسا بے غیرت نہیں ہوں کہ تمہیں اپنی لڑکی دکھا دوں تمہاری مرضی ہے کہ رشتہ کرو یا نہ کرو۔ جس وقت اس نے یہ بات کہی اس کی لڑکی پردہ میں بیٹھی ہوئی سب باتیں سن رہی تھی۔ وہ جھٹ اپنا منہ کھول کر سامنے آگئی اور کہنے لگی میں ایسے باپ کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں جو کہتا ہے کہ مجھے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی کچھ پروا نہیں

میں اب تمہارے سامنے آگئی ہوں تم مجھے دیکھ لو۔ مگر وہ نوجوان بھی بڑے ایمان والا تھا فوراً اپنی آنکھیں نیچی کر لیں اور گردن جھکا لی۔ اور کہنے لگا میں تیرے جیسی مومن عورت کی شکل دیکھے بغیر ہی شادی کروں گا۔ میں نہیں چاہتا کہ جس عورت کے

اندر اتنا اخلاص اور ایمان پایا جاتا ہے اس کی شکل دیکھ کر اس کی ہتک کروں چنانچہ اس نے نکاح کر لیا۔

یہ تھا ان لوگوں کا اخلاص

اور یہ تھی ان لوگوں میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اطاعت۔ پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا مگر لڑکی کہتی ہے کہ باپ بیشک مخالفت کر رہا ہے میں ایسے باپ کا حکم ماننے کے لئے نہیں جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی

کامل اطاعت

کرنے والا نہیں۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منسوبہ کی شکل دیکھنی جائز ہے تو میرا باپ کون ہے جو اس میں روک بنے اب تمہارے سامنے کھڑی ہوں تم مجھے دیکھ لو۔ اور اس نوجوان کا اخلاص دیکھو کہ وہ کہتا ہے کہ میں ایسا ایمان رکھنے والی عورت کو دیکھ کر اس کی ہتک کرنا نہیں چاہتا اب بغیر دیکھے ہوئے ہی اس سے شادی کروں گا۔ یہی لوگ تھے جو اسلام کے لئے اپنی جانیں بے دریغ قربان کرتے چلے جاتے تھے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ہم نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ لیا ہے اور اب ہماری ہر چیز ان کی ہو گئی ہے۔ یہ وہ طریق تھا جس پر صحابہ نے قدم مارا اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو کمال تک پہنچا دیا۔
پس میں اس خطبہ کے ذریعہ ان لوگوں کو جو اپنی بیویوں کو بے پردہ رکھتے ہیں

تنبیہ کرتا ہوں

اور انہیں اپنی اصلاح کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ باقی احمدی بھی مجرم ہیں کیونکہ محض اس لئے کہ فلاں صاحب بڑے مالدار ہیں تم ان کے ہاں جاتے ہو ان سے مل کر کھانا کھاتے ہو اور ان سے دوستی اور محبت کے تعلقات رکھتے ہو۔ تمہارا فرض ہے کہ تم ایسے آدمی کو سلام بھی نہ کرو۔ تب پتا لگے گا کہ تم میں غیرت پائی جاتی ہے۔ اور تم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اطاعت کروانا چاہتے ہو
پس

آج میں یہ اعلان کرتا ہوں

کہ جو لوگ اپنی بیویوں کو بے پردہ باہر لے جانے اور مکسڈ پارٹیوں میں شمولیت اختیار کرتے ہیں اگر وہ احمدی ہیں تو تمہارا فرض ہے کہ تم ان سے کوئی تعلق نہ رکھو۔ اور انہیں بتا دو کہ ان کی قوم اس فعل کی وجہ سے انہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے لیکن

غیر احمدیوں کے متعلق

ہمارا یہ قانون نہیں کیونکہ وہ ہماری جماعت میں شامل نہیں اور ہمارے فتوے کے پابند نہیں۔ وہ چونکہ ہماری جماعت میں شامل نہیں اس پر ان کے مولویوں کا فتوے چلے گا۔ اور خدا تعالیٰ کے سامنے ہم ان کے ذمہ دار نہیں ہوں گے بلکہ وہ یا انکے مولوی ہوں گے۔ لیکن اگر تم ایسے لوگوں سے تعلقات رکھتے ہو جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں اور پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو صرف وہی نہیں بلکہ تم بھی پکڑے جاؤ گے خدا کہے گا کہ ان لوگوں کو تم نے اس گناہ پر دلیری اور جرأت دلائی اور انہوں نے سمجھا کہ ساری قوم ہمارے اس فعل کو پسند کرتی ہے۔

اسی طرح ہماری

جماعت کی عورتوں کو چاہیئے

کہ ان کی عورتوں سے کسی قسم کے تعلقات نہ رکھیں تمہیں اس سے کیا کہ کوئی کتنا مالدار ہے۔ تمہیں کسی مالدار کی ضرورت نہیں۔ تمہیں خدا کی ضرورت ہے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کے لئے ان مالداروں سے قطع تعلق کر لو گے تو بیشک تمہارے گھر میں وہ مالدار نہیں آئے گا۔ لیکن تمہارے گھر میں خدا آئے گا۔ اب بتاؤ کہ تمہارے گھر میں کسی مالدار کا آنا

عزت کا موجب

ہے یا خدا تعالیٰ کا آنا عزت کا موجب ہے بڑے سے بڑا مالدار بھی ہو خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی

پس میں اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ ایسے لوگوں سے کوئی تعلق نہ رکھا جائے۔ تم اس بات سے مت ڈرو کہ اگر یہ لوگ علیحدہ ہو گئے تو چندے کم ہو جائیں گے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعوےٰ کیا تھا تو اس وقت کتنے لوگ چندہ دینے والے تھے مگر پھر اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی جماعت پیدا کر دی کہ

صدر انجمن احمدیہ کا سالانہ بجٹ

سترہ لاکھ روپیہ کا ہوتا ہے۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ دو چار سال میں ہمارا بجٹ پچاس ساٹھ لاکھ روپیہ تک پہنچ جائے گا۔ پس اگر ایک شخص سے چل کر ہماری جماعت کو اتنی ترقی حاصل ہوئی ہے کہ لاکھوں تک ہمارا بجٹ جا پہنچا ہے تو اگر یہ دس پندرہ آدمی نکل جائیں گے تو کیا ہو جائے گا۔ ہمیں تو یقین ہے کہ اگر ایک آدمی نکلے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ ہمیں ہزار دے گا۔ پس ہمیں ان کے علیحدہ ہونے کا کوئی فکر نہیں۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ صرف نام کے احمدی نہ ہوں بلکہ عملی طور پر بھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے ہوں

پردہ سے مراد

وہ پردہ نہیں جس پر پرانے زمانہ میں ہندوستان میں عمل ہوا کرتا تھا اور عورتوں کو گھر کی چار دیواری میں بند رکھا جاتا تھا۔ اور نہ پردہ سے مراد موجودہ برقعہ ہے۔ یہ برقعہ جس کا آجکل رواج ہے، صحابہؓ کے زمانہ میں نہیں تھا۔ اس وقت عورتیں چادر کے ذریعہ گھونگٹ نکال لیا کرتی تھیں جس طرح شریف زمیندار عورتوں میں آجکل بھی رواج ہے۔ چنانچہ ایک صحابی ایک دفعہ کوفہ کی مسجد میں بیٹھے تھے کہ پردہ کا ذکر آگیا۔ اس زمانہ میں برقعہ کی طرز کی کوئی چیز نئی نکلی تھی۔ وہ اس کا ذکر کرکے کہنے لگے میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں اس کا کوئی رواج نہ تھا۔ اس زمانہ میں عورتیں چادر اوڑھ کر گھونگٹ نکالا کرتی تھیں جس میں سارے کا سارا منہ چھپ جاتا ہے صرف آنکھیں کھلی رہتی ہیں جیسے پرانے زمیندار خاندانوں میں اب تک بھی گھونگٹ کا ہی رواج ہے۔ پس شریعت نے پردہ محض چادر اوڑھنے کا نام رکھا ہے۔ اور اس میں بھی

گھونگٹ نکالنے پر زور

دیا ہے ورنہ آنکھوں کو بند کرنا جائز نہیں یہ عورت پر ظلم ہے۔ اسی طرح عورت کو اپنے ساتھ لے کر بشرطیکہ وہ پردہ میں ہو سیر کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ پس پردہ کے یہ معنے نہیں کہ عورتوں کو گھروں میں بند کرکے بٹھا دو وہ سیر وغیرہ کے لئے جا سکتی ہیں۔ اگر دوسرے مردوں سے وہ کوئی ضروری بات کریں تو جائز ہے مثلاً اگر وہ ڈاکٹر سے مشورہ کرنا چاہیں تو بیشک کریں۔ یا فرض کرو کوئی مقدمہ ہو گیا ہے اور عورت کسی وکیل سے بات کرنا چاہتی ہے تو بیشک کرے۔ اسی طرح اگر جلسہ میں کوئی ایسی تقریر کرنی پڑے جو مرد نہیں کر سکتا تو عورت تقریر بھی کر سکتی ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

کے متعلق تو یہاں تک ثابت ہے کہ آپؓ مردوں کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سنایا کرتی تھیں۔ بلکہ خود لڑائی کی بھی ایک دفعہ آپ نے کمان کی۔ جنگِ جمل میں آپ نے اونٹ پر بیٹھ کر سارے لشکر کی کمان کی تھی پس یہ تمام چیزیں جائز ہیں۔ جو چیز منع ہے وہ یہ ہے کہ عورت کھلے منہ پھرے۔ اور مردوں سے اختلاط کرے۔ ہاں اگر گھونگٹ نکال لے اور آنکھ سے راستہ وغیرہ دیکھے تو یہ جائز ہے۔ لیکن منہ سے کپڑا اٹھا دینا یا مکسڈ پارٹیوں میں جانا جبکہ ادھر بھی مرد بیٹھے ہوں اور ادھر بھی مرد بیٹھے ہوں یہ ناجائز ہے۔ اسی طرح عورت کا مردوں کو شعر گا گا کر سنانا بھی ناجائز ہے۔ کیونکہ یہ ایک لغو فعل ہے۔ مزید

عورتوں کا مکسڈ مجالس میں جانا

مردوں کے سامنے اپنا منہ ننگا کر دینا اور ان سے ہنس ہنس کر باتیں کرنا یہ سب ناجائز امور ہیں لیکن ضرورت کے موقعہ پر شریعت نے بعض امور میں انہیں آزادی بھی دی ہے بلکہ قرآن کریم نے

اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

کے الفاظ استعمال فرما کر بتا دیا ہے کہ جو حصہ مجبوراً ظاہر کرنا پڑے اس میں عورت کے لئے کوئی گناہ نہیں۔ اس اجازت میں وہ تمام مزدور عورتیں بھی شامل ہیں جنہیں کھیتوں اور میدانوں میں کام کرنا پڑتا ہے اور چونکہ ان کے کام کی نوعیت ایسی ہوتی ہے کہ ان کے لئے آنکھوں اور اس کے ارد گرد کا حصہ کھلا رکھنا ضروری ہوتا ہے ان کے کام میں دقت پیدا ہوتی ہے اس لئے اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کے ماتحت ان کے لئے آنکھوں سے لے کر ناک تک کا حصہ کھلا رکھنا جائز ہوگا۔ اور چونکہ انہیں بعض دفعہ پانی میں بھی کام کرنا پڑتا ہے اس لئے ان کے لئے یہ بھی جائز ہوگا کہ وہ پاجامہ اڑس لیں۔ اور ان کی پنڈلی ننگی ہو جائے غرض کوئی دقت ایسی نہیں جس کا ہماری شریعت نے علاج نہیں رکھا۔ مگر باوجود اتنے بڑے انعام کے کہ خدا تعالیٰ نے لوگوں کی سہولت کے لئے ہر قسم کے احکام دئے ہیں اگر کوئی شخص پردہ کو چھوڑتا ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ

قرآن کریم کی ہتک

کرتا ہے۔ ایسے انسان سے ہمارا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ ہماری جماعت کے مردوں اور عورتوں کا فرض ہے کہ وہ ایسے احمدی مردوں اور ایسی احمدی عورتوں سے کوئی تعلق نہ رکھیں۔ یہ کوئی فخر کی بات نہیں کہ فلاں عورت بڑے مالدار آدمی کی بیوی ہے تمہارا فخر اس میں ہے کہ تمہارے فرشتوں سے تعلقات ہوں اور فرشتوں سے وہی لوگ ملتے ہیں جو

خدا تعالیٰ کے کامل فرمانبردار ہوں

پس ان لوگوں کی مت پرواہ کرو۔ اور اس بات سے نہ ڈرو کہ اگر یہ لوگ الگ ہو گئے تو کیا ہو جائے گا۔ اگر ان میں سے ایک شخص علیحدہ ہوگا تو اس کی جگہ ہزار آدمی تم میں شامل ہوگا۔ بلکہ آئندہ ان کی جگہ ہزاروں بڑے بڑے مالدار تم میں شامل ہوں گے۔ اور پھر ان کی تعداد خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑھتی چلی جائے گی۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر تم میں حیا پیدا ہو گئی تو

تمہارے عمل کو دیکھ کر

مسلمانوں کا شریف طبقہ بھی تمہاری اقتدا کرنے پر مجبور ہوگا۔

(الفضل ۱۳ فروری ۱۹۶۵ء)

میری بچی کی زیارت کعبۃ اللہ و درخواستِ دُعا

از محترمہ بیگم صاحبہ حضرت سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحبؓ سکندر آباد

خاکسار کی عزیز بیٹی مسز زینب حسن کو جسے بچپن ہی سے سیر و تفریح کا بے حد شوق رہا ہے۔ کی یہ دلی تمنا تھی کہ بیرونی ممالک کی سیر کروں اور سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ کرکے اور قدرتی مناظر کو دیکھ کر اپنے مالکِ حقیقی کا شکر بجا لاؤں

پچھلے چار سال سے مصمم ارادے کے باوجود روکیں پیدا ہوتی رہیں۔ اور یورپ جانے کا پروگرام ملتوی ہو جاتا رہا۔ اس تعلق سے دعاؤں کی تحریک کی جاتی رہی۔ آخر وہ ۶ جون ۱۹۶۴ء کو اپنے شوہر کے ساتھ اپنے اس پسندیدہ سفر پر روانہ ہوئیں۔ اور لنڈن میں ان کا قیام چھ ماہ تک رہا۔ لنڈن میں احمدیہ مسجد میں نماز اور لجنہ اماء اللہ کے اجلاسوں میں باقاعدگی کے ساتھ شرکت رہی۔ میرے داماد عزیزم محمود الحسن صاحب جو مشرقی پاکستان میں بورڈ آف ریونیو Board of Revenue کے ممبر ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ شرعی احکام کے سخت پابند ہیں۔ یہ دیکھ کر مجھے بہت مسرت ہوتی ہے۔ جس پر میں اللہ تعالیٰ کے حضور شکر گذار ہوں۔ اور دعا کرتی ہوں کہ میرے دوسرے بچوں میں جو کمزوریاں ہیں اللہ تعالیٰ انہیں دور فرمائے۔ اور حضرت سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحبؓ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

۶ جنوری ۱۹۶۵ء کو دونوں میاں بیوی خیر و عافیت کے ساتھ یورپ کی سیر کرتے ہوئے اور مکہ مکرمہ میں کعبۃ اللہ کی زیارت سے مشرف ہوتے ہوئے یعنی عمرہ کرکے سکندر آباد وارد ہوئے اور یہاں کچھ عرصہ قیام کرکے انشاء اللہ واپس ڈھاکہ چلے جائیں گے۔ قارئین بدر سے درخواست ہے کہ ان کی دینی دنیوی ترقیات کے لئے دعا فرمائی جائے۔

اسی طرح میرے پوتے عزیزم حافظ صالح محمد الٰہ دین ایم اے پی ایچ ڈی کے نومولود بیٹے عزیز سلطان محمد الٰہ دین کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اسے صحت و سلامتی کے ساتھ درازئ عمر بخشے اور دین کا سچا خادم بنائے۔ اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی اپنی خوشنودی کے کام کرائے اور احمدیت و اسلام کی خدمت کرتے ہوئے میرا خاتمہ ہو۔ ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و سلامتی اور درازئ عمر کیلئے بھی دعا فرمائی جائے۔

منقولات

انجامِ گلستاں کیا ہوگا؟!

از
شری سنت رام بی اے

ابتدائی نوٹ

یہ مضمون پنجاب کے مشہور آریہ سماجی اخبار روزنامہ "پرتاپ" جالندھر سے نقل کیا جا رہا ہے۔ اس میں ہندو معاشرے کی جو عکاسی کی گئی ہے وہ بجائے خود اتنی جامع اور مکمل ہے کہ اس پر کسی تبصرے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ حقیقت یہ ہے کہ آج ہمارے ملک کی ترقی اور قومی ہم آہنگی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہی مسئلہ ہے جس پر صاحبِ مضمون نے روشنی ڈالی ہے اور بڑی جرأت اور بیباکی کے ساتھ اس حقیقت کو بے نقاب کیا ہے۔

ایڈیٹر جدید

بھوک، جہالت، لاعلمی، روگ، شوک وغیرہ چیزیں راشٹر کے لئے دکھ دائیک ہیں مگر ایک اور چیز ایسی ہے جو راشٹر کو تباہ ہی کر ڈالتی ہے اور وہ ہے گھر کی پھوٹ۔ جب مغرب سے مسلمانوں نے بھارت پر حملہ کیا اس وقت بھارت میں خوراک اور کپڑے کی کوئی کمی نہ تھی۔ جتنے وِدوان پنڈت ہندوؤں میں تھے ان کا سواں حصہ مغلوں اور تاتاریوں میں نہ تھا۔ ہمارے کشتریوں جیسے لڑاکے اور جان کو ہتھیلی پر رکھ کر لڑائی میں کودنے والے بہادر ان میں نہیں تھے۔ پھر بھی بھارت ان کا غلام بننے سے نہ بچ سکا۔ یہ غلامی بھی کوئی دس پانچ برس کی نہیں تھی صدیوں کی تھی۔ اس کا مول کارن ہندوؤں کی اندرونی پھوٹ ہی تھا۔ گھر کی پھوٹ سے ہی لنکا کا ناش ہوا۔ اور مہابھارت کی تباہ کن جنگ ہوئی۔

بھارت کی پھوٹ کے معنی صرف یہ سمجھنا کہ اس کے چھوٹے چھوٹے رجواڑے آپس میں لڑتے جھگڑتے رہے غلط ہے۔ ہندوؤں کی پھوٹ اس سے کہیں گہری ہے۔ ان کی بے شمار چھوٹی چھوٹی ذاتیں اور اُپ ذاتیں کھان پان اور بیاہ شادیوں کے اعتبار سے ایک دوسرے سے اتنی ہی الگ تھیں اور اب بھی ہیں جتنا کہ روس امریکہ سے یا ایران جرمنی سے ہے۔ وہ کبھی محسوس ہی نہیں کر پاتیں کہ ہم سب ایک راشٹر یا قوم ہیں۔ ایک ہندو اچھوت کبھی اپنے آپ کو ایک براہمن یا راجپوت کا راشٹر بندھو یا ملکی بھائی محسوس ہی نہیں کر پاتا۔ سر بمفیلڈ فلر بہت دنوں تک بنگال کے گورنر رہ چکے ہیں ان کا کہنا ہے "مختلف ورنوں اور اُپ ورنوں کو ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے علیحدہ رکھنے کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ رنگ روپ شکل و شباہت اور بود و باش کی رو سے آپس میں کچھ بھی مشابہت نہیں۔ دوسرے ممالک کی مانند یہ امیر اور غریب کا۔ شہر اور گاؤں کا۔ مالک اور نوکر کا سوال نہیں ان کا فرق تو اس سے کہیں زیادہ گہرا ہے۔ کسی ایک ضلع یا شہر کو لے لیجئے وہاں کے لوگوں کو دیکھ کر آپ کو ایسا نہیں جان پڑے گا کہ وہ سب ایک ہی راشٹر کے ہیں۔ یہ آپ کو مختلف راشٹروں (قوموں) کا بلکہ بنی نوع انسان کی مختلف نسلوں کا مجموعہ معلوم ہوں گے جو ایک دوسرے کے ساتھ نہ کھاتے پیتے ہیں اور نہ بیاہ شادی کرتے ہیں۔ اور جن کی دنیا صرف ان کی اپنی ہی چھوٹی سی برادری ہے اس میں کچھ بھی مبالغہ نہ ہوگا۔ اگر ہم کہیں کہ جاتی بھید نے بھارت کے باشندوں کو دو ہزار سے بھی زیادہ قوموں میں بانٹ رکھا ہے۔ ان قوموں کا آپس میں اس سے بڑھ کر تعلق نہیں جتنا کہ چڑیا گھر کے چرندوں اور پرندوں کا آپس میں ہوتا ہے۔

جو ملک مجلسی طور پر اس طرح چھوٹی چھوٹی جاتیوں اور اُپ جاتیوں میں اور سیاسی طور پر بے شمار چھوٹی چھوٹی جاتیوں میں منقسم تھا اس کی قسمت میں پہلے ہی طاقتور حملہ آور کے سامنے شکست کھا جانا بالکل یقینی تھا۔ یہ حملہ آور اسلام تھا اسلام کا سدھانت یا اصول یہ ہے کہ سب مومن بھائی ہیں۔ اسی نے اچھوتوں اور نیچ ورن والوں کی ایک بہت بڑی تعداد کو کشش کیا۔ اسلام قبول کر لینے پر ان لوگوں کا درجہ حکمرانوں کے برابر ہو جاتا تھا۔ بھارت کے مسلمانوں کی تعداد اتنی زیادہ ہونے کی وجہ یہی ہے۔ یہ زیادہ تر ان ہندوؤں کی اولاد ہیں جنہوں نے مختلف زمانوں میں اسلام دھرم قبول کیا تھا۔

لاہور سے زمزم نامی ایک اخبار نکلا کرتا تھا وہ لیگی مسلمانوں کا نہیں نیشنلسٹ مسلمانوں کا تھا اس نے اپنے فروری ۱۹۴۷ء کے ایک پرچہ میں لکھا تھا کہ پاکستان مسلم لیگ کا نصب العین اسی لئے بنا کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کا مجلسی بائیکاٹ کیا اور صدیاں گذر جانے کے بعد بھی اسے ہوش نہ آیا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔

بھارت کے مسلمانوں کا ہندوؤں کی نسبت غیر ملکی مسلمانوں کو اپنے زیادہ قریب اور بھائی سمجھنے کی وجہ بھی خود ہندوؤں کا اپنا سلوک ہی ہے۔

سورن یا اونچی ذات کے ہندوؤں کو حیرانی ہوتی ہے کہ جب ہم اچھوتوں سے روٹی بیٹی کا تعلق رکھنا تو دور رہا ان کو چھوتے تک نہیں اور تب بھی وہ اچھوت برا نہیں مانتے تو پھر مسلمان کیوں برا مانتے ہیں۔؟ بات حقیقت میں یہ ہے کہ ورن ویوستھا نے جس کا دوسرا نام جات پات ہے ہزاروں برسوں سے شودروں اور اچھوتوں کو سورنوں یعنی اونچی جاتیوں کا غلام بنا رکھا ہے اور اس لمبے عرصہ کی غلامی نے جونک بن کر شودروں سے وہ انسانی وقار چوس لیا ہے جس کے بغیر یہ زندگی دوبھر معلوم ہونے لگتی ہے۔ اور انسان حیوان کی مانند ہو جاتا ہے۔ کسی ان پڑھ اور مورکھ آدمی کو آپ، چاہے گالی دیں یا تھپڑ بھی لگا دیں وہ اتنا برا نہیں مانے گا اور برداشت کرے گا۔ مگر خوددار انسان معمولی سا بے عزتی کا لفظ بھی برداشت کرنے کو تیار نہیں ہوتا۔ آج بھارت سرکار اور ہندو، اچھوتوں کے دکھ کی وجہ ان کی مفلسی اور ان کا ان پڑھ ہونا سمجھتے ہیں۔ اسی لئے سرکار ان کو تعلیم اور سرکاری نوکریوں میں خاص مراعات دے کر ان کا منہ بند کرنا چاہتی ہے۔ لیکن بیماری کی یہ تشخیص غلط ہے مفلسی اور لاعلمی تو براہمنوں اور راجپوتوں میں بھی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ایک مفلس اور گھاس کھود کر گذارہ کرنے والا براہمن جس طرح سماج میں سر اٹھا کر اور سینہ تان کر چلتا ہے اس طرح ایک ہریجن نہیں چل سکتا۔ حالانکہ مفلسی کے لحاظ سے دونوں برابر ہیں۔ جات پات کے کارن اچھوتوں کو قدم قدم پر جو حقارت برداشت کرنی پڑتی ہے وہ مفلسی سے کہیں زیادہ دکھ دینے والی ہے۔ اسی لئے ہر ایک ہندو اپنے آپ کو براہمن یا کشتریہ کہلانا چاہتا ہے۔ وجہ یہ کہ ہندو سماج میں اوصاف اور اخلاق کی نہیں محض جنم کی جات کی قدر ہے۔ تلسی داس کہہ گئے ہیں ؎

پوجیے وِپر شیل گن ہینا
شودر نہ گن گن گیان پروینا

یعنی براہمن میں کوئی نیک صفت اور اچھا اخلاق نہ بھی ہو تب بھی اس کی پوجا کرنی چاہیئے۔ شودر میں چاہے کتنے ہی نیک اوصاف اور علمیت ہو اس کی پوجا نہیں ہونی چاہیئے۔

پھر۔ نیچ ورن بھی کون کون ہیں؟ سنیئے ویاس سمرتی کیا کہتی ہے

بڑھئی، نائی، گوالے، کمہار، بنئے، کوات، کائستھ، مالی، بھنگی اور چنڈال۔ یہ سب نیچ کہلاتے ہیں۔ ان پر نظر پڑ جائے تو سورج کا درشن کرنا چاہیئے۔ اور ان سے بات چیت کرنے کے بعد نہانا چاہیئے۔ تب وہ دوج جاتی آدمی شدھ ہوتا ہے

کوئی بھی سمجھدار اور انصاف پسند آدمی سمجھ سکتا ہے کہ ایسے ہندو سماج میں اچھوت اور شودر سمجھے جانے والے لوگ رہنا کیسے پسند کر سکتے ہیں۔ اچھوت لوگ جب تک کمزور اور ان پڑھ تھے تب تک وہ مجلسی حقارت برداشت کرتے رہے۔ اب تعلیم یافتہ اچھوت ہندو سماج سے دور بھاگنے لگے ہیں۔

میرے ایک متر جاتی سے چمار ہیں وہ بھارت سرکار کے ایک محکمہ میں کوئی ایک ہزار روپیہ ماہوار لے رہے ہیں۔ ان کی ایک بیٹی ایم اے پاس کوئی تین سو روپے ماہوار پر نوکر ہے ان کی بیوی نے مجھ سے اپنی بیٹی کے لئے کوئی یوگیہ ور بتلانے کو کہا۔ میں نے ایک ذات پات نہ ماننے والا ایم اے پاس پروفیسر نوجوان بتایا۔ جب لڑکی کے باپ کو معلوم ہوا کہ نوجوان کی ذات اگروال بنیا ہے تو وہ بہت بگڑے۔ انہوں نے مجھ کو جو خط لکھا اس کا کچھ حصہ آگے دیا جاتا ہے آپ دیکھیں کہ اونچی جات والوں کے خلاف ان کے دل میں کیسی ناراضگی کا جذبہ بھرا ہے۔ وہ لکھتے ہیں

"بات یہ ہے کہ ہندو سماج کئی جاتیوں اور اُپ جاتیوں کا مجموعہ ہوتے ہوئے بھی اب ہریجن ہندو اور سورن یا غیر ہریجن ہندو۔ ان دو حصوں میں منقسم ہے۔ سورن ہندوؤں کی مانند ہریجنوں میں بھی کئی جاتیاں اور اُپ جاتیاں ہیں جن کا آپس میں کھان پان بیاہ شادی یا دوسرا کوئی مجلسی تعلق نہیں ہے۔ ان میں بھی سورن ہندوؤں کی مانند مکروہ اونچ نیچ کی دیواریں قائم ہیں۔ میری کوشش ہے کہ میں اپنی برادری سے باہر کسی دوسری برادری میں رشتہ کر دوں۔ سورن سماج سے مجھے بہت نفرت ہے۔ میرا اٹل وشواش ہے کہ جب تک ہندو تہذیب کو جس میں چار ورنوں کی عظمت دکھائی گئی ہے تباہ نہیں ہوتا تب تک یہ سچے انسان نہیں بنیں گے۔ پیاز کے چھلکے کی مانند ان میں اونچ نیچ۔ جات پات بڑے چھوٹے کا جذبہ کبھی ہٹ نہیں سکتا۔ ایک ہندو بچہ ماں کے پیٹ سے کوئی پکا اثر ساتھ لاتا ہے تو وہ ہے اونچ نیچ کا جذبہ۔ اگر اس تاثر میں کچھ کمی رہ جائے تو اسے ہندو ماتا اپنا دودھ پلا کر پکا کر دیتی ہے۔ ایسے نیچ سماج کو میں اپنی بیٹی جو سوشیل، سندر، گن وتی تندرست اور ایم اے پاس ہے اور اس کے ساتھ ہی تین سو روپیہ ماہوار پر ملازم ہے کڑھ کڑھ کر مرنے اور طعنے سننے کے لئے دے دوں! یہ پاپ میں تین کال میں بھی نہیں کر سکتا۔ اچھوتوں میں مجھے اچھے ور ملنے کی آشا ہے اگر دُربھاگیہ سے ایسا نہ ہوا تو میں اپنی بیٹی کو کسی عیسائی یا مسلمان نوجوان کے ساتھ شادی کرنے کی صلاح دوں گا۔ لیکن کسی قیمت پر بھی اس انسانیت سے گرے انسانی مجموعہ میں جسے سورن ہندو کہا جاتا ہے نہیں دوں گا۔ اچھوت کا گنگا اشنان۔ شاستری کی ڈگریاں۔ نیک چال چلن۔ مجلسی اور مالی حیثیت سورن ہندو کے دل سے چھوٹے بڑے اور جات کی بھاونا دور نہیں کر سکتی۔ چھوت کی بیماری سے بھارت کا اچھوت بھی نہیں بچ سکا۔ جس سے بچنے کے لئے ہمیں کوشش کرنی ہے۔"

شاستری جی کا پتر پڑھ کر میں نے انہیں لکھا کہ لڑکا ورڑھ آریہ سماجی ہے۔ اور میں نے اسے کنیا کے اچھوت ہونے کی بات بتا رکھی ہے۔ آپ صرف اسی وجہ سے اسے نامنظور نہ کیجئے۔ اس پر انہوں نے اپنے ۵ نومبر ۱۹۶۲ء کے خط میں لکھا:-

"آپ نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ لڑکا اگروال بنیا ہے اور اسے بتا دیا گیا ہے کہ لڑکی

نام نہاد اچھوت جاتی کی ہے۔ ویسے ہندو دھرم شاستر میں سورن چنڈال کنیا کو بیاہ کے طور پر قبول کرنا ممنوع نہیں ہے۔ اس لئے اگر کسی بنئے نوجوان کو سندری تندرست اور تعلیم یافتہ لڑکی مل جائے بھلے ہی وہ اچھوت یا شودر ہو۔ تو یہ نہ ہندو شاستر کے خلاف ہے اور نہ نیتی کے۔ لڑکی کا گوتر تو پتی کا ہو جاتا ہے مگر لڑکی کے ماتا پتا تو اچھوت ہی رہیں گے۔ لڑکا تو شاید طعنہ بازی نہ کرے لیکن خاندان کے دوسرے لوگوں اور برادری والوں کے زہر آلودہ الامیوں کا شکار وہ لڑکی ہمیشہ بنی رہے گی۔ میں نے شریمتی دید وتی منتی کو بھی پوچھا تھا کہ آپ کو براہمن سماج میں بنیا ہونے پر طعنہ تو نہیں سننا پڑتا ہے؟ تو وہ بولیں "خوب سننا پڑتا ہے۔" چور کو مارنے کی بجائے چور کی ماں کو ماریئے جو چور پیدا کر رہی ہے۔ وہ چور کی ماں ہے ہمارا دھارمک ساہتیہ جسے ہندو سنسکرتی کی بنیاد مانا جاتا ہے۔ ان دھارمک گرنتھوں کو ملیامیٹ کیجئے تب جا کر کہیں پچاس برس بعد ہندوؤں کا دماغ اس جات پات اور اونچ نیچ کی بیماری سے چھٹکارا پا سکے گا۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ نصف صدی میں میرا پریوار جو شروع سے ہی ہندو تھا آریہ سماج میں شامل ہوا۔ ہم نے ۱۹۱۲ء میں آریہ سماجی بننے پر مار کھائی۔ آریہ سماج کے پرچار میں آ کر اپنا مسلمانوں کا آبائی پیشہ چھوڑ دیا خاندان کے سبھی ممبروں کو تعلیم یافتہ کیا۔ اپنی مالی، کلچرل اور مجلسی سطح کسی بھی اونچے سے اونچے ہندو سے پیچھے نہیں رہنے دی لیکن آج بھی میں اچھوت ہوں اور میری بیٹی اچھوت لڑکی ہے۔ ایک چمار موچی کا لڑکا مسلمان بن کر بھارت کے مسلمانوں کا لیڈر مان لیا گیا۔ لیکن ہندو دھرم کے ساتھ چمٹے رہنے والا دوسرا دودھ والا شخص آج بھی نام نہاد اچھوت ہے۔ اور جب تک ہندو دھرم یا ہندو سنسکرتی زندہ رہے گی اچھوت ہی رہے گا۔"

شاستری جی کی چٹھی میں جذباتی جوش تو ہے مگر سچائی بھی کچھ کم نہیں

ایک اور واقعہ سنیئے۔ جالندھر میں میرے ایک مِتر ہیں جنم سے براہمن اور پکے آریہ سماجی۔ ان کا حال ہی میں خط آیا کہ میں نے پتری چندر کلا کے لئے دہلی میں ایک کھتری لڑکا ڈھونڈا تھا مگر لڑکے نے براہمن لڑکی سے بیاہ کرنے سے انکار کر دیا۔

اسی طرح لکھنؤ میں میرے ایک پریمی نوجوان ہیں۔ وہ جات پات کے کٹر مخالف ہیں۔ وہ اچھوت نہیں پھر بھی سورن ہندوؤں کے بہت خلاف ہیں میں نے انہیں لکھا کہ جن براہمنوں سے آپ جلتے ہیں ان میں بھی کئی اتنے فراخدل اور اونچ نیچ پر مبنی جات پات کے اتنے مخالف ہیں کہ انہوں نے اپنے لڑکے اور لڑکیاں اچھوتوں کو بیاہی ہیں تو انہوں نے سب سورنوں کو شودروں کا خون چوسنے والے دوسروں کا اناج کھانے والا بتایا۔

ان چٹھیوں میں ایک دوسرے پر لگائے گئے الزام کہاں تک مبنی بر انصاف ہیں اس کا فیصلہ تو ناظرین ہی کریں گے مگر مجھے تو اپنے ہندو سماج کے مستقبل کی فکر ہونے لگتی ہے جس میں سب ایک دوسرے

ہم دوسرے کو شبہ کی نظر سے دیکھتے ہیں جس میں برابری اور بھائی بندی کی اتنی بھاری کمی ہے۔

میں سوچتا ہوں کہ انجام گلستاں کیا ہوگا؟

کوئی راشٹر ردی کپڑے یا ہتھیاروں کی کمی سے دوسروں کا غلام نہیں ہوا اکیس میں سے اکیس تہذیبوں کی تباہی ان کی اپنی اندرونی پھوٹ کے باعث ہی ہوئی ہے۔ اور جات پات سے بڑھ کر خوفناک دوسری کوئی پھوٹ نہیں۔

مگر افسوس ہے کہ نہ تو بھارت سرکار اور نہ خود ہندو ہی اپنی اس پرانی بیماری کو دور کرنے کی کوشش کرتے دکھائی پڑتے ہیں ❊

(روزنامہ پرتاپ جالندھر مورخہ ۵۔۵۔۶۵ صفحہ ۵)

ورتمان یگ کا اوتار

از عزیز بشیر احمد طاہر متعلم مولوی فاضل کلاس قادیان

حیاتِ انسانی دو چیزوں کے اتصال سے قائم ہے۔ ایک جسم اور دوسری روح۔ چنانچہ ضروریاتِ جسمانی میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جسے اللہ تعالےٰ نے مہیا نہ کیا ہو۔ چھوٹی سے چھوٹی ضرورت اس کی پوری کر دی۔ پس جبکہ دنیاوی ضروریات کے پورا کرنے کا اس نے اس قدر اہتمام کیا ہے تو یہ اس کی شان اور رفعت کے منافی ہے کہ وہ اس کی روحانی ضروریات کو نظر انداز کر دے۔ بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ جب کبھی بھی بنی نوع انسان کی روحانی حالت گر جاتی ہے اور کسی مصلح اور اوتار کی محتاج ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے ایک مصلح اور اوتار بھیج دیتا ہے جو لوگوں کو راہِ راست کی طرف لاتا ہے جیسا کہ گیتا میں شری کرشن جی علیہ السلام ارجن کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

یدا یدا ہی دھرمسیہ گلانر بھوتی بھارت
ابھیو تتھانم دھرمسیہ تدا تمانم سرجامیہم
پری ترانائی سادھونا ناشائی چ دشکرتام
دھرم سنستھا پنارتھائی سمبھوامی یگے یگے
(گیتا ادھیائے ۴ شلوک نمبر ۷، ۸)

یعنی اے ارجن جب جب دھرم ادھرم سے مبدل اور متغیر ہوتا ہے تو میں اوتار لیتا ہوں تاکہ پرماتما کے نیک بندوں کی مدد کروں۔ اور دنیا میں فساد پیدا کرنے والوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دوں۔ اور پھر سے دھرم کو قائم کروں۔ اسی لئے اے ارجن میں یگ یگ میں اوتار لیتا ہوں۔

پس جب ہم کائناتِ عالم پر ایک نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں یقینی طور پر یہ بات نظر آتی ہے کہ دنیا کی ہر ایک قوم مصائب و مشکلات سے دوچار ہے۔ یعنی انسانیت حیوانیت سے، انصاف ظلم سے اور ہمدردی بیدردی سے بدلی ہوئی نظر آتی ہے۔ اور انہی حالات کے جائزہ کے بعد شری ہندو جی مہاراج اپنی تصنیف "من موہنی" میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ:۔

جو کرونا کر تمہارا برتح میں پھر اوتار ہو جائے
تو اس میں شک نہیں دینوں کا جر فو دھار ہو جائے
(من موہنی)

اسی طرح جو بھی شخص موجودہ زمانے کی گردشوں پر غور کرتا ہے تو وہ بے ساختہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اب ایک مصلح اور اوتار کی ضرورت ہے۔

ورتمان یگ کے اوتار کا زمانہ

وہ زمانہ جس میں کلکی اوتار مبعوث ہوں گے اس کا نقشہ یوں کھینچا گیا ہے کہ:۔

"اے راجہ کلگ میں لوگ سچائی اور دھرم چھوڑنے کی وجہ سے کمزور ہوں گے اور عمر کم ہو گی۔ اور کرم دھرم سب چھوٹ جائیں گے۔ اور بادشاہ پرجا سے لگان وغیرہ لیں گے اور دکھ دیا کریں گے اور بارش کم ہو گی جس کی وجہ سے اناج گراں رہے گا۔ اور کلگ کے آخر میں بیس بائیس سال کی عمر سے کوئی نہیں بڑھے گا۔ کیونکہ پاپ زیادہ ہو جائیں گے ...... اور لوگ تھوڑی عمر ہونے پر بھی آپس میں فساد اور جھگڑا کریں گے۔ اور اپنا دھرم چھوڑ کر جھوٹی گواہی پیسے کی خاطر دیں گے۔ اور پاپ اور تپ کا خیال اور نیک و بد کی پہچان جاتی رہے گی۔ چوری وغیرہ جاری کریں گے ..... براہمنوں کے لئے نشانی نہ رہے گی۔ کہ جس سے کوئی پہچان سکے کہ فلاں برہمن ہے اور دھن والے کی خاطر لوگ جان دیں گے۔ اور اونچ نیچ کا کوئی خیال نہ رہے گا۔ اور بیوپار میں دھوکا اور استری کی کوئی ذات خیال نہ رکھ کر بھوگ بلاس کیا کریں گے۔ اور براہمنوں کا دھرم کرم چھوٹ جائے گا ....
.... اور لوگ اپنے سر پر جٹیں بڑھا کر اپنے آپ کو برہمچاری کہلائیں گے۔ اور بات پرست ہوں گے اور کنگال آدمی پیسے والے کو اونچی ذات کا سمجھیں گے۔ اور جھوٹ بولنے والا سچا اور عقلمند کہلائے گا۔ اور ہر ایک ذات تپ جپ اور کرم دھرم چھوڑ کر اشنان کرنے کے بعد کھانا کھا لیا کریں گے۔ اور نہانے کو اوتم کہیں گے۔ اور اپنے پیٹ اور بڑائی کی باتیں کریں گے۔ اور اپنے آپ کو خوبصورت بنانے کی خاطر سر پر بڑے بڑے بال رکھیں گے۔ اور پرلوگ سدھار کوئی نہ ہو گا۔ اور ملک میں چور ڈاکو زیادہ ہو کر لوگوں کو تنگ کریں گے اور تکلیف پہنچائیں گے۔ اور بادشاہ چوروں سے مل کر رعیت کا مال و زر چھین لیں گے۔ اور چھوٹی چھوٹی عمر میں شادی کیا کریں گے۔ جس سے دس سال کی عمر میں لڑکے لڑکی بالغ ہوا کریں گے۔ اچھی ذات یعنی کلین استریاں دوسروں کی خواہش کیا کریں گی۔ جو کوئی کھانے کو دیگا اسے اچھا سمجھیں گی اور اپنے اپنے پیٹ کی ہر ایک کو غور سے گی۔ بہت سے پرجا ش اناج اور کپڑے سے تنگ رہیں گے۔"

(شری مد بھاگوت بارھواں اسکند صفحہ ۶۲۲ و صفحہ ۶۲۳)

یہ مذکورہ بالا تمام علامتیں موجودہ زمانے میں پوری ہو کر کلکی اوتار کی بعثت کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔ اور یہ ہم تمام کے لئے خوشخبری ہے کہ پرماتما نے ہم پر رحم فرما کر ہم میں ایک مصلح اور اوتار کو مبعوث فرمایا جس کا نام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ آپ قادیان ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے اور پرماتما نے آپ کو اس زمانے کا اوتار منتخب فرمایا جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:۔

"اب واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے در حقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی ہے۔ اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا وہ خدا کی طرف سے فتحمند اور بااقبال تھا جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا۔ وہ اپنے زمانہ کا در حقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پُر تھا۔ اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔ مجھے منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت یہ بھی الہام ہوا تھا کہ "ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔" سو میں کرشن سے محبت کرتا ہوں کیونکہ میں اس کا مظہر ہوں"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۳-۳۴)

آپ کی تائید میں نشانات

پرماتما کا یہ اٹل قانون ہے کہ جب بھی اپنے کسی اوتار کو مبعوث فرماتا ہے تو اس کی تائید میں ہزاروں نشانات دکھاتا ہے تاکہ لوگ اس کی وجہ سے اس کی صداقت پر ایمان لائیں اور اس کو قبول کریں چنانچہ پرماتما نے موجودہ زمانہ کے اوتار کی تائید میں اس قدر نشانات دکھائے کہ ان سب کا اس چھوٹے سے مضمون میں بیان کرنا کوزے میں دریا سمونے کے مترادف ہے پھر بھی چند ایک نشانات جو پرماتما نے آپ کی تائید میں دکھائے نیچے درج کرتا ہوں۔

۱- بھاگوت پوران میں لکھا ہوا ہے کہ:۔

یدا چندر سو سوریسو تتھا تشیہ برہسپتی
اک راشنے سمیشیتی تدا بھوت تنکر تم

یعنی جب چاند اور سورج برہسپتی ایک راشی میں آ کر جمع ہو جائیں گے۔ تب کل یگ ختم ہو کر ست یگ کا آغاز ہو گا

(باقی آخری صفحہ پر)

آپ کا چندہ اخبار بدر ۲۸ ۱۲/۶۴ سے ختم ہے!

مندرجہ ذیل خریداران بدر کا چندہ اخبار بدر مورخہ ۲۸ ۱۲/۶۴ سے ختم ہو چکا ہوا ہے۔ ان کی خدمت میں یہ یہ درخواست کی جاتی ہے کہ مہربانی فرما کر چندہ سات روپے سالانہ کے حساب سے جلد از جلد ارسال کر کے ممنون فرمائیں۔ تاکہ ان کے نام اخبار جاری رہ سکے۔

مینیجر بدر قادیان

	نمبر خریداری	اسمائے خریداران
۱-	۱۰۰۰۳	مکرم امام علی صاحب اودے پور کٹیا ضلع شاہجہانپور۔ یوپی
۲-	۱۰۱۱	" ڈاکٹر محمد سعید صاحب ایم بی بی ایس جے پور۔ راجستھان
۳-	۱۰۱۶	" محمد نعیم صاحب۔ بہار
۴-	۱۰۱۹	" حکیم میر غلام محمد صاحب باڑی پورہ کشمیر
۵-	۱۰۲۱	" بخانہ حاجی عبد القدوس صاحب۔ شاہجہانپور۔ یوپی
۶-	۱۰۵۲	" مولوی شیخ طاہر الدین صاحب بی۔اے۔ کیرنگ۔ اڑیسہ
۷-	۱۰۷۹	" خواجہ محمد صدیق صاحب فانی۔ ناظر ڈی سی آفس۔ پونچھ کشمیر
۸-	۱۱۰۲	" حبیب احمد صاحب۔ جبین پور
۹-	۱۱۷۹	" سید داؤد احمد صاحب مظفر پور بہار
۱۰	۱۲۰۱	" محمد حنیف صاحب سہارنپور۔ یوپی۔
۱۱-	۱۲۴۰	" محمد شفیع صاحب ملشنگام کشمیر
۱۲	۱۲۶۰	" محمد عاشق حسین صاحب خانپور ملکی۔ بہار۔
۱۳-	۱۳۱۸	" ماسٹر غلام رسول صاحب بیشہ وار۔ کشمیر
۱۴-	۱۳۸۹	" محمد خلیل صاحب۔ نسیم باغ۔ سرینگر کشمیر
۱۵-	۱۴۰۱	" سید فضل احمد صاحب ایس ایس پی پٹنہ۔ بہار
۱۶-	۱۴۲۹	" محمد اسمٰعیل صاحب۔ شوپیاں۔ کشمیر
۱۷-	۱۵۰۲	" محمد عبد اللہ صاحب۔ رشی نگر کشمیر
۱۸	۱۵۲۳	مکرمہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ کٹک۔ اڑیسہ
۱۹-	۱۵۲۴	مکرم قمر الدین صاحب۔ انچولی ضلع میرٹھ۔ یوپی
۲۰-	۱۵۳۵	" نسیم احمد صاحب۔ بہار
۲۱-	۱۵۳۹	" محمد مجید صاحب سوپنچہ۔ کانپور یوپی
۲۲-	۱۵۴۰	" مبارک احمد صاحب ظفر کنی پورہ کشمیر
۲۳-	۱۵۴۱	مکرمہ سیکرٹری صاحبہ۔ لجنہ اماء اللہ بنگلور
۲۴-	۱۵۴۳	مکرم شیخ محمد امام صاحب۔ نرمان ضلع محبوب نگر۔ آندھرا
۲۵-	۱۵۴۷	" خادم حسین صاحب۔ کالابن۔ پونچھ کشمیر
۲۶-	۱۵۴۸	" محمد شفیع صاحب۔ چارکوٹ پونچھ کشمیر
۲۷-	۱۵۵۰	" میاں عبد المجید صاحب کلکتہ
۲۸-	۱۵۵۱	" ایس کے عبد الرزاق صاحب شیموگہ میسور۔
۲۹-	۱۵۵۲	" سعید احمد صاحب کلکتہ
۳۰-	۱۵۵۷	" اے سلام صاحب مونگیر بہار
۳۱-	۱۵۷۷	" یونس خاں صاحب کٹک اڑیسہ
۳۲-	۱۵۸۸	" محمد ایوب صاحب ڈیپارٹمنٹ اے ڈی ایم بھاگلپور۔ بہار
۳۳-	۱۵۹۳	مکرمہ ہاجرہ رشید الدین صاحبہ۔ حیدرآباد دکن
۳۴-	۱۵۹۴	مکرم عبد الحکیم صاحب۔ بھاگلپور۔ بہار
۳۵-	۱۶۸۶	" سید منور احمد صاحب۔ کازاکوٹے گویا۔ بہار

درخواستہائے دعا

۱- بندہ کو بعض سخت پریشانیوں تکالیف اور مصائب کا سامنا ہے۔ قارئین بدر اور بزرگان سلسلہ میری تمام پریشانیوں کے ازالہ کے لئے دعا فرمادیں۔ خاکسار حاجی محمد ابراہیم خلیل ہیڈ ماسٹر بشیر آباد سندھ

۲- اس صوبہ کے بزرگان مکرم مولوی عبد الستار صاحب و مکرم مولوی سید محمد احمد صاحب سابق امیران صوبہ اڑیسہ و خان بہادر الحاج مصاحب خاں صاحب و ماسٹر عبد الحمید خاں صاحب و مکرم سید ابو المحسن صاحب کی صحت و تندرستی کے لئے بزرگان جماعت اور درویشان کرام دعا فرمائیں۔ خاکسار فضل الرحمٰن قائمقام امیر اڑیسہ

۳- خاکسار ان دنوں بعض مشکلات اور پریشانیوں میں مبتلا ہے۔ ان کے ازالہ کے لئے دعا فرمائی جائے۔
حکیم محمد سعید مبلغ سلسلہ۔ قادیان

اسلام کی عظیم الشان عمارت

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا اہم ارشاد

"اس وقت جو کام ہمارے سپرد ہے وہ ایسا عظیم الشان ہے کہ جس کی مثال اس سے پہلے دنیا میں نہیں ملتی۔ اس کی بنیاد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی مگر اس کو مکمل کرنا اب ہمارے سپرد کیا گیا ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پکار رہے ہیں کہ اے مزدورو!!! آؤ اس عمارت کی تکمیل کرو۔ مگر ہم میں سے بہت لوگ ایسے ہیں کہ جو بھاگتے پھرتے ہیں۔ اور قربانیوں سے گریز کر رہے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالےٰ کے سامنے خوشی کے ساتھ کھڑا ہونے کا موقعہ نہیں ملے گا۔ جو لوگ خوشی سے قربانیاں کریں گے اور خوشی کے ساتھ اپنے آپ کو اس کام کے لئے وقف کر دیں گے وہ اسلام کی آخری تعمیر میں حصہ لینے والے اور اسلام کے معمار ہوں گے اور وہی لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعتوں میں سمجھے جائیں گے اور اگلے جہان میں اللہ تعالےٰ کے سامنے سرخرو ہوں گے۔ کیونکہ انہوں نے اپنا فرض ادا کر دیا۔"

اسلام کی یہ عظیم الشان عمارت کیا ہے؟ یہی کہ اسلام کی ابدی صداقتوں کو ساری دنیا میں پھیلا دیا جائے اور یہ کام **تحریک جدید کے ذریعہ** خدا تعالےٰ کے فضل سے حسن و خوبی کے ساتھ انجام پا رہا ہے۔

اگر آپ پہلے سے تحریک جدید میں حصہ لے رہے ہیں اور اس سال وعدہ نہیں بھجوا سکے تو فوری طور پر وعدہ بھجوا دیں اور اگر آپ نے پہلے اس قربانی میں حصہ نہیں لیا تو اب آپ اپنی استطاعت کے مطابق اس میں حصہ لے سکتے ہیں کم از کم شرح دس روپے سالانہ ہے۔

جن جماعتوں نے ابھی تک وعدے نہیں بھجوائے وہ اپنے وعدے جلد بھجوا دیں۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام

اور

لازمی چندہ جات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ارشاد فرمایا:-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات سے پتہ لگتا ہے کہ یہ کام آخر ہو کر رہے گا۔ اور کسی روک کی وجہ سے چاہے وہ کتنی ہی بڑی ہو۔ اس سے یہ کام رک نہیں سکتا۔ آپ کا الہام ہے ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء یعنی تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کی طرف ہم آسمان سے وحی کریں گے۔ پس مجھے روپیہ کی فکر نہیں۔ اللہ تعالےٰ خود ایسے آدمی لائے گا جن کے دلوں میں الہاماً وہ یہ تحریک پیدا کر دے گا کہ جاؤ اور چندہ دو۔ اس لئے مجھے کوئی گھبراہٹ نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں اگر ہماری جماعت کا ایمان بڑھ جائے تو موجودہ چندوں سے چار گنا زیادہ چندہ دے سکتی ہے۔ اور اگر آپ سب لوگ ایماندار بن کے ایمان کے ایک خاص مقام پر پہنچ جائیں تو موجودہ چندوں سے چار گنا کیا اس سے بھی زیادہ دے سکتے ہیں۔"

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد مبارک کی تعمیل میں لازمی چندہ جات کی سو فیصدی ادائیگی کا تہیہ کریں اور ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ بڑھ چڑھ کر چندے ادا کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام کے مصداق بنیں۔

ناظر بیت المال قادیان

بقایادار موصی احباب توجہ فرمائیں

دفتر ہذا کی طرف سے تمام بقایادار احباب کی خدمت میں بقایا کی اطلاع دیتے ہوئے خطوط بھجوا دئے گئے ہیں۔ جن موصیوں کے ذمہ کم بقایا ہے یا صرف سال رواں کا بقایا ہے انہیں سادہ خطوط لکھے گئے ہیں اور جن کے ذمہ بقایا زیادہ ہے انہیں رجسٹری نوٹس بھجوائے گئے ہیں۔ ان سب سے درخواست ہے کہ وہ جلد از جلد اپنے ذمہ بقایا کی رقم ادا فرمادیں۔ تاکہ وصیت کی منسوخی کا خطرہ نہ رہے۔ جن موصی حضرات کے ذمہ بقایا زیادہ ہے اور انہیں نوٹس پہنچے ہیں وہ اپنے بقایا کی رقم اگر یکمشت ادا نہ کر سکتے ہوں تو قسط وار ادا کرنے کا معین وعدہ کر کے درخواستیں بھجوا دیں تاکہ انہیں مزید مہلت دی جاسکے۔ لیکن احسن یہی ہے کہ وہ یکمشت بقایا کی رقوم ادا کریں۔

کم بقایاداروں سے درخواست ہے کہ اگر بقایا زیادہ ہو جائے تو وصیت کی منسوخی کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اپنی وصایا کو خطرہ سے بچانے کے لئے بقایا نہ بڑھنے دیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

خبریں

نئی دہلی - ۷ فروری - یہ خبر نہایت افسوس اور رنج کے ساتھ سنی جائے گی کہ آج بعد دوپہر پنجاب کے سابق چیف منسٹر سردار پرتاپ سنگھ کیروں اور ان کے تین ساتھیوں کو یہاں سے ۲۷ میل دور پنجاب کی سرحد پر گولیوں سے ہلاک کر دیا گیا ہے۔ قتل کی یہ گھناؤنی واردات اس وقت ہوئی جب کہ سردار پرتاپ سنگھ کیروں اپنے تینوں ساتھیوں کے ہمراہ اپنی کار کے ذریعہ دہلی سے چنڈی گڑھ جا رہے تھے۔ ہلاک ہونے والوں میں سردار کیروں کے علاوہ ان کا سیکرٹری شری اجیت سنگھ۔ محکمہ انڈسٹریز کا سابق جائنٹ ڈائریکٹر شری بلدیو کپور اور کار کا ڈرائیور تھا۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ چار ہٹے کٹے سکھوں نے جو رائفلوں سے مسلح تھے سردار کیروں اور ان کے ساتھیوں کو ہلاک کیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حملہ آور قتل کے بعد قریبی کھیتوں میں بھاگ گئے جہاں سے کہ وہ آئے تھے۔ قتل کی یہ واردات سوا بجے بعد دوپہر رائی تھانہ سے ۲ میل کے فاصلہ پر ہوئی۔ قتل کی پہلی اطلاع رائی تھانہ کے ایک پولیس کانسٹیبل نے ۲۰ منٹ بعد وزارت امور داخلہ کو دی۔ رائی تھانہ جس کے قریب سردار کیروں اور ان کے ساتھیوں کو ہلاک کیا گیا ہے دہلی سے پنجاب میں داخل ہونے کے بعد پہلا پولیس تھانہ ہے۔

امرتسر - ۸ فروری - سردار پرتاپ سنگھ کیروں کی آخری رسوم ان کے آبائی گاؤں موضع کیروں میں پورے سرکاری اعزاز کے ساتھ ادا کی گئیں اس موقعہ پر ہزاروں آدمی موجود تھے۔ کئی مرکزی اور صوبائی وزراء بھی ان میں شامل تھے۔

چنڈی گڑھ - ۸ فروری - پنجاب کے اعلیٰ حلقوں نے آج دعوے سے کہا کہ پولیس شری کیروں اور ان کے تین دیگر ساتھیوں کے وحشیانہ قتل کا سراغ لگانے میں ضرور کامیاب ہو جائے گی۔ اس امید کا اظہار کلکتہ سے آئے ہوئے ماہرین نے چار نعشوں کے پوسٹ مارٹم کے بعد کیا۔ معلوم ہوا ہے کہ کلکتہ کے ماہرین نے شری بلدیو کپور کی آنکھ کی پتلی اپنے قبضہ میں لے لی ہے کیونکہ پوسٹ مارٹم کے دوران انہوں نے دیکھا کہ اس پتلی میں ایک قاتل کی فوٹو منعکس ہو گئی ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ جب شری بلدیو کپور کار سے باہر نکلے تو انہوں نے قاتلوں کی جانب دیکھا انہیں اسی وقت گولی ماری گئی اس وقت حملہ آور کا عکس آنکھ کی پتلی پر آ گیا۔ جو ان کی فوری موت کی وجہ سے وہیں منعکس رہا چنانچہ کلکتہ کے ماہرین نے آنکھ کی پتلی حاصل کر لی ہے۔ اب اس ننھی تصویر کی بدولت ایک حملہ آور کا پورا حلیہ مل جائے گا۔

امرتسر - ۸ فروری کل جب امرتسر شہر میں سردار پرتاپ سنگھ کیروں کی نعش کا جلوس پولیس کی ایک گاڑی پر نکالا گیا تو اس کے سامنے کپڑے پر لکھا ہوا یہ مصرعہ ماٹو کی صورت میں لگا ہوا تھا:-

خوش رہو اہل وطن
ہم تو سفر کرتے ہیں

قادیان - ۸ فروری - میونسپل کمیٹی قادیان نے سردار پرتاپ سنگھ کیروں کے بے رحمانہ قتل پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا ہے اور سرکار سے مانگ کی ہے کہ اس وحشیانہ قتل کی پوری تحقیقات کر کے ملزموں کو عبرتناک سزا دی جائے۔

واشنگٹن ۸ فروری - امریکہ کے ہوائی جہازوں نے آج شمالی ویت نام کے فوجی اڈوں پر بمباری کی امریکہ کی اس کارروائی سے روس اور امریکہ کے تعلقات میں انتہائی کشیدگی پیدا ہونے کا امکان ہے۔

نئی دہلی - ۸ فروری - وزیر اعظم مسٹر شاستری نے آج بیان کیا کہ بھارت کو جنوب مشرقی ایشیا کی کل کی وارداتوں پر بڑی تشویش ہے۔ اور امریکہ کے صدر جانسن اور روس کے وزیر اعظم مسٹر کوسی جن سے اپیل کروں گا کہ وہ اپنے اقدامات کریں جن کی وجہ سے عالمی امن خطرہ میں نہ پڑے آپ نے کہا کہ صدر جانسن اور مسٹر کوسی جن دونوں امن کے حامی ہیں اور ان دونوں عظیم لیڈروں کی بات چیت بہت مفید رہے گی۔

نئی دہلی - ۸ فروری - معلوم ہوا ہے کہ سردار کیروں اور ان کے ساتھیوں کے قتل کے سلسلہ میں پولیس تمام چھوٹی چھوٹی اطلاعات مرتب کر رہی ہے۔ پولیس کا خیال ہے کہ سردار کیروں کے قتل کی سازش پوری طرح سے منظم ہو کر کی گئی ہے اور قتل کرانے والے نے ۵۰ ہزار کے قریب روپیہ صرف کیا ہوگا کیونکہ دہلی میں بھی کئی ایسے افراد ہوں گے جو سردار کیروں کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھے ہوئے ہوں گے اس کے علاوہ بھاڑے کے قاتلوں کو کم از کم پانچ پانچ ہزار روپیہ دیا گیا ہوگا۔ پھر قاتلوں کے فرار ہونے کے لئے ایک کار مہیا کی گئی۔ اس طرح قتل پر کوئی ۵۰ ہزار روپیہ صرف کیا گیا ہوگا

لکھنؤ - ۸ فروری - سردار کیروں کے قتل کی خبر موصول ہونے کے بعد یوپی سرکار نے سابق وزیر اعلیٰ شری سی بی گپتا اور صوبائی کانگرس کے سابق صدر کی حفاظت کے لئے انتظامات مضبوط کر دئے ہیں۔ اس سلسلہ میں ہوم محکمہ نے پولیس افسران کو خاص ہدایات جاری کر دی ہیں۔

ہنوئی - ۸ فروری - روس کے وزیر اعظم مسٹر کوسی گن نے کل یہاں ایک ریلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ روس اپنے دوست سوشلسٹ ملک شمالی ویتنام کے مستقبل کے بارے میں بے اعتنا نہیں رہ سکتا۔ اگر حملہ آوروں نے شمالی ویتنام کی خود مختاری کو سلب کرنے کی کوشش کی تو روس ویت نام کو ہر ممکن مدد دے گا۔

ورتمان یگ کا اوتار

ہر شلوک میں رشی کہتے ہیں کہ کل یگ تب ختم ہوگا جب سورج اور چاند ایک راشی پر جمع ہوں گے اور تب ست یگ شروع ہوگا۔ اور یہ ایک مانی ہوئی بات ہے کہ یگ کو اوتار ہی آ کر تبدیل کرتا ہے۔

پس ہمیں غور کرنا چاہئیے کہ اگر یہ نشان پورا ہو چکا تو کل یگ کو ست یگ کرنے والا بھی آگیا۔

جب ہم ہندو ودوانوں کے خیالات کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نشان ۱۳۱۱ھ ہجری ماہ رمضان مطابق ۱۸۹۴ء میں پورا ہو چکا ہے۔

پنڈت مدن گوپال کی شہادت

"یوں تو سوریہ اور چندرما برہسپتی ایک راشی میں کئی بار آ چکے ہیں پر ہر تواں کا یوگ ایک راشی میں ہوتے ہوئے بھی پکھیہ نکھشتر میں ایک راشی میں ایک ہی چرن میں ہو یہ بات اس سے پہلے کبھی اس طرح نہیں ہوئی۔ ہمارے حساب کے مطابق یہ یوگ آج سے بہت مدت پہلے ہو چکا ہے اور کل یگ ختم ہو کر ست یگ کا آرمبھ ہو چکا ہے۔"

(بھاوی بھارت صفحہ ۳۴)

"جس وقت چاند اور سورج پکھیہ نکھشتر میں آ یا جو (برہسپتی) ایک راشی میں آ جائیں تب ہی ست یگ کا آغاز ہوگا۔ یہ پیشگوئی بیسے شاستروں میں لکھی ہوئی ہے۔ ہم نے گنتی کے ذریعہ معلوم کر لیا ہے کہ یہ نشان ساون ردی وار سمت ۱۹۱۹ کو پورا ہو کر ست یگ شروع ہو چکا ہے۔"

(رسالہ برہمن سروسوا ناوہ ۱۹۳۶ء)

ان حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہے کہ جب کلکی اوتار کا جنم ہوگا تب سوریہ اور چندرما کو گرہن لگے گا۔ اور اس کے بعد کل یگ ختم ہو کر ست یگ شروع ہو جائیگا۔ ان دونوں ودوانوں نے ہماری تائید کی ہے کہ کل یگ ختم ہو کر ست یگ شروع ہو گیا ہے۔ پس ضروری ہے کہ کلکی اوتار کا بھی ظہور ہو گیا ہو۔ پس اے لوگو! میں اس نشان کو آپ لوگوں کی خدمت میں پیش کر کے بڑی ہمدردی کے ساتھ کہتا ہوں کہ ان پر غور کرو۔ اور اس زمانہ کے اوتار پر ایمان لاؤ۔ تاکہ پرماتما آنے والی بلاؤں سے نجات دے۔

۲ - دوسرا زبردست نشان جس کی طرف میں آپ لوگوں کی توجہ پھیرنا چاہتا ہوں وہ شری مہاتما سورداس جی مہاراج کی زبردست پیشگوئی ہے جو کہ آپ نے آج سے کئی سو سال پہلے کی۔ جس میں آپ فرماتے ہیں کہ:-

ارے من دھیرج کیوں نہ دھرے
بھگوناداروں کا بیٹا سوپہ جنم دھرے
پورب پچھم اتر دکھن جیہوں پٹھ کال پڑے
گھور یدھ جگ ماہی دیاپے پرجا بہت مرے
دشٹ دشٹ کو ایسا کاٹے جیسے کیٹ مرے
اک سہسر نو سوے اوپر ایسا یوگ پڑے

بقیہ صفحہ ۶

سہسر ورش تک یگ بیتے دھرم کی بیل بڑھے
سورن پھول پرتھوی پر پھولے پنی جگ میں نشانا پھرے
سورداس یہ ہر کی لیلا ٹاری نہیں ٹرے
(سورساگر صفحہ ۶۹)

مندرجہ بالا پیشگوئی یہ ثابت کر رہی ہے کہ کلکی اوتار کے وقت میں ایک خطرناک یدھ ہوگا جس کی نظیر سابقہ زمانے میں نہیں ملے گی۔ رعایا اس طرح مرے گی جیسے کیڑے تینگے مرتے ہیں اور یہ لڑائی قریباً سارے سنسار میں ہوگی۔ نہ اس سے مشرق محفوظ ہوگا نہ مغرب۔ نہ جنوب اور نہ شمال۔ اور یہ لڑائی سمت ۱۹۰۰ سال کے بعد ہوگی اور وہ زمانہ کلکی اوتار کا زمانہ ہوگا۔

یہ پیشگوئی اپنے اندر کئی نشانات رکھتی ہے میں ان میں سے صرف ایک کو بیان کرتا ہوں اور وہ یہ کہ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ تمام باتیں سمت ۱۹۰۰ میں ہوں گی اور اس وقت کلکی اوتار کا ظہور ہو چکا ہوگا۔ اب سمت ۱۹۰۰ ختم ہو چکا اور پیشگوئی میں بیان کردہ لڑائی بھی ہو چکی ہے۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کلکی اوتار پیدا نہ ہوا ہو۔ وہ پیشگوئی یقیناً پوری ہو چکی ہے اور کلکی اوتار اپنے وقت پر آ چکا اور وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں۔

۳ - تیسرا نشان ہے ڈاکا کی پیشگوئی ہے۔ ڈاکا (جو مہاتما ہوئے نے اس زمانہ کے متعلق کتاب لکھی ہے) میں انہوں نے اوتار کے جنم لینے کی ایک زبردست نشانی یہ بیان فرمائی ہے کہ اس وقت ایک دمدار ستارہ نکلے گا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ:-

"جب چاروں اطراف میں پچھل تارا (دمدار ستارہ) دکھائی دے تو سمجھ لو کہ کل یگ کے نا‌ش کرنے والے کلکی اوتار کا ظہور ہو چکا ہے" (ڈاکا صفحہ ۳)

چنانچہ یہ پیشگوئی ۱۲۷۵ھ میں پوری ہو کر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کلکی اوتار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت قرار پائی

پس اے خدا کے نیک بندو ہم سب کی نجات کا اب واحد ذریعہ یہی ہے کہ ہم سب ورتمان یگ کے اوتار پر ایمان لائیں اور آپ کے بتائے ہوئے اصول پر کاربند ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قبول حق کی توفیق دے۔ آمین